28792
91/21

استفتاء   Date ________ 20____

محترم و مکرم حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(1)

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

عرض یہ ہے کہ ملک میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے سارے مدارس میں تعلیمی سلسلہ بند ہے۔ شعبان، رمضان میں مدارس کی سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں اور اساتذۂ کرام و عملہ کو اکثر مدارس تعطیلات میں بھی وظائف اور مشاہرے دیتے ہیں۔ لاک ڈاؤن اور سالانہ تعطیلات ایک ساتھ ہونے کی وجہ سے اساتذۂ کرام کو مشاہرے دینے میں کوئی مسئلہ اور تردد پیش نہیں آیا۔

تاہم اب جبکہ یہ لاک ڈاؤن وسط جولائی تک دراز کر دیا گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس سے بھی آگے دراز نہ ہو جائے۔ تو ایسی صورت میں بظاہر مدارس میں بھی نئے داخلے اور تعلیم کا سلسلہ ملتوی کرنا پڑے گا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ مہینے جن میں تعلیمی سلسلہ موقوف رہے گا ان کا مشاہرہ اساتذۂ کرام یا عملہ کو دینے کی شرعاً گنجائش ہے یا نہیں؟

(2) ظاہر ہے کہ اکثر و بیشتر مدارس میں اساتذۂ کرام کے مشاہرے توکیل یا تملیک کے بعد مدِّ زکوٰۃ سے ادا کئے جاتے ہیں۔ ابھی تک نئے داخلے ہوئے نہیں کہ توکیل یا تملیک ہو سکے۔ (3) نیز یہ بھی بتائیں کہ اگر یہ وظائف اس دورانیے کے دینا جائز ہیں تو کیا عملہ کی پورے وقت مدرسہ میں حاضری شرعاً لازم ہے یا نہیں؟

والسلام

طاہر محمود

خادم طلبہ جامعہ اشرف العلوم کراچی

۱۵ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ

فون نمبر 03332305167

جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ ہو

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۱/۲۱۲۴
مورخہ
جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

﴿۱﴾ تعطیلات ﴿خواہ تعطیلاتِ کلاں ہوں، اتفاقیہ ہوں یا ہنگامی تعطیلات﴾ ان کی تنخواہ سے متعلق اگر مدرسے میں کوئی ضابطہ مقرر ہے اور مدرّس سے اسی ضابطے کی بنیاد پر معاہدہ ہوا ہے تو اس معاہدے کے مطابق عمل کیا جائے گا، اور اگر اس بارے میں مدرسے کا کوئی ضابطہ نہیں، اور مدرّس سے کوئی معاہدہ بھی نہیں ہوا تو صورتِ مسئولہ میں لاک ڈاؤن کی وجہ سے مدرسہ میں تعلیمات موقوف رہنے کے باوجود جو مدرسین یا عملہ مدرسہ سے وابستہ رہیں گے وہ اپنی تنخواہ کے مستحق معلوم ہوتے ہیں؛ کیونکہ

﴿الف﴾ مدرّسین اجیر خاص ہوتے ہیں، اور مدرسین کے ساتھ مدرسہ کا عقدِ اجارہ اگرچہ ماہانہ یا سالانہ تنخواہ کی بنیاد پر ہے ﴿لیکن چونکہ عرفاً فریقین ایک دوسرے سے غیر معینہ مدت تک وابستہ رہنے کی خاموش رضامندی کے ساتھ عقد میں منسلک رہتے ہیں﴾ اس لئے سال یا مہینے کے ختم پر عقدِ اجارہ ختم نہ کرنے کی صورت میں اگلے ماہ کا اجارہ خود بخود منعقد ہو جاتا ہے، لہذا صورت مسئولہ میں جب فریقین ﴿یعنی مدرسہ یا مدرس﴾ نے عقدِ اجارہ ختم نہیں کیا تو لاک ڈاؤن کے دوران میں اسے جاری سمجھا جائیگا۔

﴿ب﴾ استحقاق اجرت یا تنخواہ کا مستحق ہونے کے لئے مدرس کا وقتِ مقررہ پر تسلیم نفس کافی ہے، لہذا جو مدرس قواعد مدرسہ کے **مطابق** تسلیم نفس پر راضی ہے وہ تنخواہ کا مستحق ہونا چاہئیے اگرچہ لاک ڈاؤن یا موجودہ صورتِ حال کی وجہ سے مدرسہ میں نیا داخلہ نہ ہو رہا ہو یا تعلیمی سلسلہ بند ہو؛ کیونکہ اصل معقود علیہ تسلیمِ نفس ہے نہ کہ عمل اور کام۔

فی اللباب في شرح الكتاب ص: 181

(والأجير الخاص) - ويسمى أجير واحدٍ أيضا - هو (الذي) يعمل لواحد عملا موقتا بالتخصيص، ومن أحكامه أنه (يستحق الأجرة بتسليم نفسه في المدة) المعقود عليها (وإن لم يعمل) وذلك (كمن استؤجر شهراً للخدمة أو لرعي الغنم)؛ لأن المعقود عليه تسليم نفسه، لا عمله،

درر الحكام شرح مجلة الأحكام - (1 / 387)

الأجير يستحق الأجرة إذا كان في مدة الإجارة حاضرا للعمل ولا يشرط عمله بالفعل ولكن ليس له أن يمتنع عن العمل وإذا امتنع لا يستحق الأجرة. ومعنى كونه حاضرا للعمل أن يسلم نفسه للعمل ويكون قادرا في حال تمكنه من إيفاء ذلك العمل. (انظر المادة 470)-

(۲) اگر مقصدِ سوال یہ ہے کہ گزشتہ سال طلبہ کی طرف سے جو توکیل حاصل ہوئی تھی کیا اس توکیل کی بنیاد پر ابھی بھی زکوۃ وغیرہ صدقاتِ واجبات کی تملیک شرعاً معتبر ہوگی؟ جبکہ موجودہ صورتِ حال کی وجہ سے مذکور طلبہ کو چھٹی دے دی گئی ہے اور وہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں بلکہ ابھی سالانہ تعطیلات بھی شروع ہو گئی ہیں تو اس صورتِ حال میں اگر ان کی توکیل برقرار ہے تو اس کو کس بنیاد پر برقرار سمجھا جائے؟

تو قواعد سے معلوم ہوتا ہے مذکورہ طلبہ کی توکیل ابھی بھی برقرار ہے اور اس توکیل کی بنیاد پر مدرسہ زکوۃ وغیرہ صدقاتِ واجبہ کی تملیک کر سکتا ہے اور اس سے اپنے مدرسین وغیرہ کی تنخواہیں ادا کر سکتا ہے۔ کیونکہ:

(الف) مذکورہ طلبہ ابھی تک اپنے مدرسہ سے منسلک ہیں، اور ابھی تک ان کا تعلق اپنے مدرسہ سے ختم نہیں ہوا؛ کیونکہ ابھی سالانہ امتحان نہیں ہوا اور تمام طلبہ حسبِ ہدایت وفاق المدارس اپنے اپنے مدرسہ سے رابطے میں بھی ہیں اور امتحان کا اعلان ہوتے ہی اپنے اپنے مدرسہ میں واپس آنے اور امتحانات میں شریک ہونے کے منتظر بھی ہیں۔

(ب) طلبہ کی طرف سے اپنے مدرسہ کو وکیل بنانے کے لئے وکالت کے جس عہد نامہ (میثاق التوکیل) میں مستحق زکوۃ طلبہ سے دستخط لئے جاتے ہیں اس میں عام طور پر یہ لکھا جاتا ہے کہ "جب تک میں مدرسہ ھٰذا سے بحیثیتِ طالبِ علم منسلک ہوں میری طرف سے مہتمم مدرسہ کو زکوۃ وصدقات وصول کرنے اور حسبِ صوابدید مدرسہ میں صرف کرنے کا اختیار ہے"۔ مثلاً جامعہ دارالعلوم کراچی کے داخلہ فارم کے آخر میں عہد نامہ از طالبِ علم کی شق نمبر (۱۴) میں توکیل کے الفاظ درج ذیل ہیں:

" جب تک میں دارالعلوم کراچی سے بحیثیت غیر مستطیع طالب علم منسلک ہوں میری طرف سے صدر جامعہ دارالعلوم کراچی کو یا جسکو وہ اجازت دیں اس کا اختیار ہوگا کہ وہ میرے لئے زکوۃ اور صدقات کی رقم یا اشیاء وصول کریں۔ نیز صدرِ جامعہ کو میں اس امر کا بھی وکیل بناتا ہوں کہ وہ میری طرف سے اسے طلبہ کی ضروریات طعام، قیام و تعلیم وغیرہ میں خود یا اپنے کسی نمائندہ کے ذریعہ حسب صوابدید صرف کریں۔ یا جامعہ دارالعلوم کراچی کی ملکیت میں دیدیں یا اس پر وقف کر دیں"

اسکا تقاضا بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک طلبہ کی صراحۃً یا دلالۃً اپنے مدرسہ سے وابستگی اور منسلک ہونا سمجھا جائے اور ان کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً مدرسہ سے وابستگی ختم نہ ہو جائے اس وقت تک مہتمم مدرسہ کو خود یا اپنے نمائندہ کے ذریعہ مذکورہ طلبہ کی طرف سے زکوۃ وصدقات وصول کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

چنانچہ دورۂ حدیث کے طلبہ جب سالانہ امتحان دے کر اپنے اپنے گھروں میں چلے جاتے ہیں تو دلالۃً اور عرفاً یہی سمجھا جاتا ہے کہ اب وہ اس مدرسہ سے منسلک نہیں رہے، یہی وجہ ہے کہ اگر ان فارغ التحصیل طلبہ میں سے کسی نے اگلے سال مدرسہ کے کسی دوسرے شعبہ (تخصص وغیرہ) میں داخلہ لینا ہو تو باقاعدہ داخلہ امتحان پاس کر کے جدید فارم حاصل کر کے از سر نو جدید داخلہ لینا ہوتا ہے۔ جبکہ دورۂ حدیث سے نچلے درجات کے طلبہ کا اپنے مدرسہ سے منسلک ہونا سالانہ امتحان سے فراغت کے بعد بھی دلالۃً اور عرفاً سمجھا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان طلبہ سے اگر کوئی سوال کرتا ہے آپ کہاں پڑھتے ہیں؟ تو فوراً اپنے مدرسہ کا نام لیتے ہیں کہ فلاں مدرسہ میں پڑھتے ہیں، پچھلے سال فلاں درجہ میں تھے اور اس سال فلاں درجہ ہے۔ نیز مدرسہ والے بھی دورۂ حدیث سے فارغ التحصیل طلبہ کے علاوہ اپنے باقی تمام قدیم طلبہ کو اپنے مدرسہ ہی کے طلبہ سمجھتے ہیں، چھٹیوں سے واپس آنے سے پہلے پہلے ان کی رہائش وغیرہ کا انتظام کر کے رکھتے ہیں، یہ الگ بات ہے کہ ضابطہ کی کاروائی کے طور پر ان کے داخلہ کی تجدید کی جاتی ہے، لیکن جدید داخلہ کے لئے جو کارروائی ہوتی ہے وہ انکے ساتھ نہیں ہوتی، ان سے داخلہ امتحان بھی نہیں لیا جاتا، جدید داخلہ فارم بھی انہیں نہیں دیا جاتا وغیرہ بلکہ ان کا فارم قدیم طلبہ کے نام سے ہوتا ہے، پچھلے سالوں سے متعلق چیزیں بھی اس میں درج ہوتی ہیں، بلکہ بعض مدارس میں قدیم طلبہ اپنا کچھ سامان بھی یہیں چھوڑ جاتے ہیں تاکہ اگلے سال آکر استعمال کریں۔ نیز جامعہ دارالعلوم کراچی میں آئندہ تعلیمی سال کیلئے آنے والے طلبہ اگر قدیم ہوں تو انہیں داخلہ کی کارروائی کے دوران دار الطلبہ میں ٹھہرایا جاتا ہے، جبکہ جدید طالبعلم کو داخلہ کارروائی مکمل ہونے سے پہلے دار الطلبہ میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی، بلکہ اسے عارضی قیام گاہ میں ٹھہرایا جاتا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ بھی انہیں اپنا قدیم طلبہ سمجھتا ہے اور طلبہ بھی اسے اپنا مدرسہ سمجھتا ہے۔

واضح رہے کہ مدرسین یا عملہ کی تنخواہ تملیک شدہ مال سے دینے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ سالِ رواں کی تنخواہ سالِ رواں ہی کی تملیک شدہ مال سے دی جائے بلکہ سابقہ تملیک شدہ اموال سے بھی سالِ رواں کی تنخواہ دی جاسکتی ہے۔

دار الافتاء

فی اللباب في شرح الكتاب ص: 205

ثم إنما ينعزل الوكيل إذا بلغه ذلك (فإن لم يبلغه العزل فهو): أي الوكيل (على وكالته، وتصرفه جائز حتى يعلم)، لأن في العزل إضراراً به من حيث إبطال ولايته، أو من حيث رجوع الحق إليه، فيتضرر به

الفتاوى الهندية 6/ 433

الوكيل لا ينعزل ما لم يعلم والوصي ينعزل وإن لم يعلم بالعزل

(۳) اس بارے میں بھی مدرسہ کے قواعد وضوابط اصل بنیاد ہونگے، اگر پہلے سے قواعد موجود نہیں تو انتظامیہ باہمی مشورہ سے ابھی بھی ضوابط مرتب کرسکتی ہے۔

ضوابط ترتیب دیتے وقت وہ باتیں بھی مدِ نظر رکھی جاسکتی ہیں جو بعض حضرات علمائے کرام نے تعطیلاتِ معروفہ میں بغیر حاضری اور عمل کے بھی مدرّس کو اجرت کا مستحق فرمایا ہے۔

مثلاً کفایۃ المفتی (11/ 499) میں ہے: "سوم یہ کہ تعطیلاتِ معروفہ یامشروطہ میں بغیر تسلیمِ نفس اور بغیر عمل کے بھی وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے۔" ------------------- --واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹ /رمضان المبارک /۱۴۴۱ قمری

13 /مئی/2020 شمسی

الجواب صحیح

۱۹-۸-۴۱

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹ /رمضان المبارک /۱۴۴۱ قمری

13 /مئی/2020 شمسی

مفتی

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفراللہ لہ

۲۰-۹-۱۴۴۱ھ

14-05-2020

مفتی

الجواب صحیح

۲۰-۹-۱۴۴۱ھ

مفتی

دارالافتاء

فتوی نمبر ۹۱/۲۱۷۴

مورخہ ۲۰/۹/۱۴۴۱ھ

۱۴/۵/۲۰۲۰